

1 عمومی جائزہ

1.1 اقتصادی جائزہ

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی معاشی ماحول مشکلات سے دوچار رہا۔ سب سے اہم تشویش خام تیل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ تھا، جس سے نہ صرف معیشت میں پہلے سے موجود مہنگائی کے دباؤ کو تقویت ملی بلکہ اس نے بیرونی شعبے میں آنے والی بہتری کا اثر بھی زائل کر دیا۔ ملک میں سیاسی تبدیلی کے بعد عبوری دور کی وجہ سے اشد ضروری ادائیگیوں کے توازن کے حوالے سے غیر یقینی صورت حال برقرار رہی۔ مالیاتی دباؤ بھی موجود رہا کیونکہ اخراجات کی غیر لچکداری کے باعث حکومت کے پاس اقدامات کی بہت کم گنجائش موجود تھی۔ ان چیلنجوں کے جواب میں نئی سیاسی حکومت نے فوری طور پر ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی کا اعلان کیا، ٹیکس ریلیف میں جزوی کمی کردی اور اس کے ساتھ بیرونی فنانشنگ کا فرق کم کرنے کے لیے ذرائع تلاش کیے گئے۔ معاشی استحکام کا عمل کم از کم قلیل

مدت میں جاری رہے گا تاہم اب یہ بات اہمیت اختیار کر چکی ہے کہ معیشت میں درکار ساختی اصلاحات کا ہنگامی بنیادوں پر آغاز کر کے ان پر تیزی سے عملدرآمد کیا جائے۔

اصلاحات کی سمت اور رفتار کا تعین کرنا نہ صرف معاشی عدم توازن کے اعادے سے بچنے بلکہ معاشی پیداواریت کو بڑھانے کے لیے بھی ضروری ہے۔ دراصل، اس سے معاشی نمو کو محفوظ رکھنے میں مدد مل سکتی ہے، خاص طور پر اس موقع پر جب معیشت کی رفتار سست ہونا شروع ہو چکی ہے (جدول 1.1)۔

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کے شعبے میں گزشتہ 7 برسوں میں پہلی

جدول 1.1: معاشی اظہارے			
م 18ء	پہلی سہ ماہی م 18ء	پہلی سہ ماہی م 19ء	
شرح نمو (فیصد)			
5.4	9.9	-1.7	بڑے پیمانے کی اشیاء سازی ^{الف}
3.9	3.4	5.6	صارف اشاریہ قیمت (اوسط عرصہ سال بسال) ^{الف-1}
14.9	-0.7	2.1	نئی قرضہ (بہاؤ) ^ب
9.7	-0.6	0.2	زری رسد (بہاؤ) ^ب
13.7	10.5	4.2	برآمدات ^{الف}
14.9	21.4	-0.04	درآمدات ^{الف}
3,844.0	765.0	832.3	ایف بی آر ٹیکس محاصل (ارب روپے) ^ج
-13.7	-0.5	-2.2	شرح مبادلہ (+ اضافہ / - کمی فیصد) ^د
ملین امریکی ڈالر			
9,789	13,857	8,409	اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر (اختتامی مدت) ^د
19,623	4,790	5,420	کارکنوں کی ترسیلات زر ^د
3,092	765	439	پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری ^د
-18,989	-3,761	-3,622	جاری کھاتے کا توازن ^د
-6.6	-1.2	-1.4	مالیاتی توازن (بی ڈی پی کا فیصد) ^د

اعداد و شمار کے ماخذ: الف پاکستان دفتر شماریات؛ ب اسٹیٹ بینک، ٹائیڈرل بورڈ آف ریونیو؛ اور ج وزارت خزانہ؛ د سہ ماہی کے لیے صارف اشاریہ قیمت کے اشاریے میں سال بسال اوسط نمبر۔

بار کی آئی۔ اس تحفیف کی وسیع البنیاد نوعیت سے پتہ چلتا ہے کہ شرح مبادلہ میں کمی اور معاشی استحکام کے اقدامات (بشمول سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں میں نمایاں کٹوتی، شرح سود میں اضافہ اور ریگولیٹری ڈیویژنوں کا نفاذ) کے نتائج سامنے آنا شروع ہو گئے تھے۔ مزید برآں، نان فائلرز کے املاک اور کاروں کی خریداری پر پابندی بھی ان شعبوں میں سرگرمیاں محدود کرنے کا باعث بنی۔ اوسط سے کم بارشوں کے باعث پانی کی قلت میں شدت آنے کی وجہ سے زرعی شعبے کی کارکردگی بھی توقعات سے کم رہی۔ نتیجتاً خریف کی فصلیں گزشتہ برس سے کم رقبے پر کاشت کی گئیں، جس سے فصلوں کی پیداوار میں کمی ہو گئی۔

معاشی سرگرمیوں میں سست رفتاری سے قطع نظر اسٹیٹ بینک نے سہ ماہی کے دوران استحکام کے لیے اپنی کاوشوں کو تقویت دی اور زرعی پالیسی کو مزید سخت کر دیا۔ سہ ماہی کے دوران ہونے والے دونوں پالیسی فیصلوں میں زرعی پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ میں 100 بی پی ایس تک اضافہ کیا۔ یہ فیصلے بنیادی طور پر بلند جڑواں خساروں اور مجموعی مہنگائی کے 6 فیصد کے سالانہ ہدف سے بڑھ جانے کے قوی امکان کے باعث کیے گئے۔ اگرچہ طلبی دباؤ مضبوط رہا تاہم ایندھن کی بلند قیمتوں کے دور ثانی اثرات کے سبب قوزی مہنگائی میں بھی اضافے کا رجحان رہا، اور شرح مبادلہ میں کمی کے اثرات پوری معیشت پر مرتب ہونا شروع ہو گئے۔

مجموعی معاشی سرگرمیوں میں سست رفتاری کے باوجود خام مال کی بڑھتی ہوئی قیمتیں اور سرمایہ جاتی مصارف بھی نجی شعبے کے قرض کی مضبوط طلب کے عکاس ہیں۔ قرضوں کے مجموعی استعمال پر خام مال (خصوصاً کپاس اور خام تیل) کی قیمتوں کے اثرات کو یوں بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ گزشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قرضے کا اوسط حجم دگنا ہو گیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ سہ ماہی میں قرضوں کے بلند استعمال میں بڑا حصہ قیمتوں میں اضافے کا تھا۔ بینکوں کے نقطہ نظر سے قیمتوں کا اثر ایک موزوں پیش رفت تھی، کیونکہ اس سے انہیں موقع مل گیا کہ وہ شرح سود میں مزید متوقع اضافے کے باعث اپنے اثاثوں کے جزدان میں ردوبدل کرتے ہوئے حکومتی تمسکات کے علاوہ دیگر اثاثوں کو بھی جگہ دے سکیں۔

اس پیش رفت کو مہنگائی کی سمت اور شرح سود کے حوالے سے منڈی کی توقعات کے برخلاف حکومت کی جانب سے پرائمری نیلامیوں میں بلند نرخوں کی بولیوں کو مسلسل مسترد کرنے سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ بینکوں اور حکومت کے باہمی رویے سے قرضے اور زرعی انتظام پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ انتظام قرض کے ضمن میں خاکہ عرصیت میں مستقل کمی سے حکومت کے لیے نوامکاری اور اجراء ثانی کے خطرات بڑھ گئے، اور انتظام زر کے حوالے سے خطیافت کا تقریباً افقی ہو جانا اور اسٹیٹ بینک سے حکومت کی زائد قرض گیری بڑی مشکلات ہیں۔ بین الینک منڈی میں اضافی سیالیت (حکومت کی جانب سے قرضوں کی بھاری واپسی کے سبب) کے حالات میں طویل مدتی نشانہ شروحوں کی عدم موجودگی نے زرعی پالیسی میں تبدیلیوں کی قرض دینے کی خردہ شروحوں پر مکمل ترسیل نہیں ہونے دی۔

پہلی سہ ماہی رپورٹ مالی سال 19ء

حکومتی نقطہ نظر سے مارک اپ بڑھانے سے گریز کا مقصد مجموعی مالیاتی خسارے پر قابو پانا تھا، علی الخصوص اس وقت جب سرکاری قرضے کا حجم ریکارڈ بلند سطح تک پہنچ گیا تھا۔ یہ امر اہم ہے کہ مالی سال 18ء میں سودی ادائیگیاں حکومت کی جانب سے پہلے ہی واحد بڑا خرچ تھیں، جن کا ملکی ٹیکس محاصل میں حصہ 33.6 فیصد تھا۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران یہ ادائیگیاں گزشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں 13.9 فیصد بلند تھیں۔

اگرچہ دیگر اخراجات کمزور رہے، بالخصوص سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں میں گزشتہ برس کے مقابلے میں 45.5 فیصد کمی ہوئی، تاہم مالی خسارہ بلند سطح پر رہا۔ بنیادی طور پر ایسا اس لیے ہوا کہ محاصل وصول کرنے کی رفتار اتنی نہیں تھی جتنی کہ بڑھتے ہوئے جاری اخراجات کی رفتار تھی۔ لہذا، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی مالیاتی خسارہ 541.7 ارب روپے تک جا پہنچا، جو مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی سے تقریباً 100 ارب روپے زیادہ ہے۔ گزشتہ چند برسوں کے برعکس مالکاری کا زیادہ بوجھ ملک کے بینکاری نظام پر نہیں پڑا کیونکہ غیر بینک ملکی ذرائع نے حکومت کو خاطر خواہ فنڈنگ فراہم کی۔ دستیاب بیرونی فنڈنگ بھی مجموعی مالیاتی خسارے کا 38.9 فیصد تھی۔

یہ امر اہم ہے کہ بیرونی فنڈنگ نے ملک کے بیرونی شعبے کو بھی سہارا دیا۔ مجموعی مالی خسارہ دو سال میں پہلی مرتبہ تھوڑا سا کم ہوا، لیکن مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بھی یہ بلند سطح پر رہا۔ مسلسل بڑے خسارے کی بنیادی وجہ تجارتی توازن کی ابتری ہے: اگرچہ برآمدی نمو گزشتہ سال 12.4 فیصد کی سطح سے کم ہو کر مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں محض 3.8 فیصد رہ گئی، تاہم خام تیل کی عالمی قیمتوں میں 50.9 فیصد کے بھاری اضافے سے درآمدی بل بڑھ گیا۔ فی الحقیقت تیل کی درآمدی ادائیگیوں میں اضافہ غیر توانائی درآمدات میں کمی، برآمدی نمو، اور کارکنوں کی ترسیلات زر میں صحت مند اضافے کے مشترکہ فوائد کو زائل کرنے کے لیے کافی تھا۔ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں سال بسال بنیاد پر 42.6 فیصد کمی واقع ہوئی تاہم سرکاری قرض گیری نے اس کمی کو پورا کرنے میں کردار ادا کیا۔ زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی جاری رہی اور ستمبر 2018ء میں یہ ذخائر اتنے کم ہو گئے تھے کہ دو ماہ کی درآمدی ادائیگیوں کے لیے ناکافی تھے۔

اس پس منظر میں اگرچہ گزشتہ چند ماہ سے استحکام کے حصول کی خاطر کیے گئے اقدامات پر معیشت کا رد عمل سامنے آ رہا ہے لیکن مستقبل قریب میں معیشت کو درپیش مشکلات (زرمبادلہ کے پست ذخائر اور بڑھتی ہوئی مہنگائی) کا تسلسل پالیسی میں کسی قسم کی رعایت کا موقع فراہم نہیں کرتا۔ یہ امر اہم ہے کہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ملکی طلب میں گزشتہ برس کی نسبت کمی ہوئی، لیکن اگر حالیہ اوسط سے موازنہ کیا جائے تو اہم اظہاریوں میں اب بھی تیزی کی عکاسی ہوتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، قومی مہنگائی کے اجزاء کے انفرادی تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں طلبی اور رسدی دونوں عوامل کا حصہ موجود ہے۔

چنانچہ، ایسا معلوم ہوتا ہے ملک میں کچھ عرصے کے لیے ملکی معیشت ردوبدل کے راستے پر گامزن رہے گی۔ تاہم مستحکم معاشی ماحول کی واپسی کے لیے آگے چل کر پالیسی میں غیر یقینی حالات کا سدباب اور معاشی اصلاحات کا واضح لائحہ عمل دینا یکساں طور پر اہم ہے۔ ادائیگیوں کے توازن میں معاونت کے حصول کی فی الفور ضرورت ہے، تاکہ زر مبادلہ اور روپے پر موجود دباؤ میں کمی لائی جاسکے۔ انتخابات کے فوری بعد صارفین اور کاروباری اداروں کے اعتماد میں بہتری آئی تھی، مگر اب بڑھتے ہوئے لاگتی دباؤ اور مستقبل قریب میں غیر یقینی صورت حال کے باعث حالیہ سروسز میں یہ اعتماد کم ہوتا نظر آ رہا ہے۔ چونکہ حکومت نے سرمایہ کاری اور صنعتی پالیسیوں میں بڑی تبدیلی کا اشارہ دیا ہے، اس لیے سرمایہ کار۔ علی الخصوص بیرونی سرمایہ کار۔ طویل مدتی حکمت عملی تشکیل دینے میں پس و پیش سے کام لیتے نظر آ رہے ہیں۔

ان پیش رفتوں کے باعث بڑے پیمانے پر معاشی سرگرمیوں پر استحکام کے حصول کی غرض سے کیے گئے اقدامات میں شدت آنے کا خطرہ بڑھا ہے۔ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ حکومت نے مالیاتی شعبے میں اہم اصلاحات کی ہیں، جس سے آگے چل کر ساختی خسارہ کچھ کم ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایف بی آر سے پالیسی سازی کے اختیارات لے لیے گئے ہیں، جسے خود مختار اتھارٹی کو تفویض کیا جاتا ہے۔ اب ایف بی آر صرف ٹیکسوں کے انتظام اور وصولی پر توجہ مرکوز رکھے گا۔ مزید برآں، تھرڈ پارٹی ڈیٹا کا حصول یقینی بنانے کی خاطر کوششیں جاری ہیں تاکہ ممکنہ طور پر بلند آمدنی والے افراد کی معلومات حاصل کی جاسکیں۔

مزید برآں، حکومت نے ریئل اسٹیٹ شعبے میں اصلاحات کا آغاز کرتے ہوئے ڈائریکٹوریٹ جنرل غیر منقولہ جائیداد قائم کر دیا ہے، جس کا کام مارکیٹ سروے پر مبنی قدر پیمائی سے لے کر صوبائی محاصل اور ایکسائز اتھارٹیوں سے روابط قائم کرنا ہے۔ یہ ایک بڑا اقدام ہے جو ممکنہ طور پر بین الصوبائی رابطے بڑھانے کے ساتھ ساتھ معیشت کی مرعاتی ساخت میں موجود بگاڑ دور کرنے اور محاصل کی وصولی میں بھی مددگار ہو سکتا ہے (خصوصی سیکشن 1)۔ شعبہ توانائی کے حوالے سے حکومت نے گیس کی تقسیم کار فرموں کا مالی بوجھ ختم کرنے کی غرض سے گیس کی قیمتوں میں اضافے کی منظوری دی۔

لہذا، اگرچہ معاشی استحکام کے حصول کے لیے کوششیں جاری ہیں تاہم اصلاحات کی جانب موجودہ پیش رفت خوش آئند ہے۔ اب مالیات اور توانائی کے شعبوں میں اصلاحات کی سرایت اور رفتار میں اضافہ کرتے ہوئے اس عمل کو معیشت کے تمام شعبوں تک وسعت دینا بھی اہم ہے۔ اس کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ معیشت کی مرعاتی ساخت کی اصلاح کی جائے، سادہ طریقے اور ٹیکنالوجی بروئے کار لاتے ہوئے کاروبار میں آسانیاں بڑھائی جائیں، سرکاری مالی انتظام اور طرز حکمرانی بہتر بنایا جائے۔ اگرچہ اس میں وقت ہی کیوں نہ لگے لیکن درست پالیسیوں کا استعمال اہم ہے، تاکہ معیشت پھیلاؤ اور سکڑاؤ کے چکر سے باہر آسکے۔ معاشی نمو کا تسلسل آگے بڑھانے کے لیے

پیداواری محاذ پر بھی فوائد کا حصول اہم ہے۔ اس موقع پر جبکہ ملک کی بڑھتی ہوئی افرادی قوت کو پیداواری عمل میں شریک ہونا چاہیے، ملک دوبارہ پست نمو اور بلند مہنگائی کے بھنور میں پھسنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

1.2 خلاصہ

حقیقی شعبہ

مالی سال 18ء میں 13 برس کی بلند ترین نمو یعنی 5.8 فیصد حاصل کرنے کے بعد پاکستانی معیشت میں اعتماد کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گذشتہ برس کے اسی عرصے کی بہ نسبت زرعی اور صنعتی دونوں شعبوں کی کارکردگی توقع سے کم رہی۔ زرعی شعبے کے ابتدائی تخمینوں سے پتہ چلتا ہے کہ خریف کی تمام بڑی فصلوں کی پیداوار گذشتہ سیزن کے مقابلے میں پست رہی۔ اس کمی کو خصوصاً سندھ میں پانی کی دستیابی کی تشویشناک صورت حال سے منسوب کیا جاسکتا ہے جس کے نتیجے میں مجموعی زیر کاشت رقبہ 7.7 فیصد کم ہو گیا۔ مزید برآں، فصلوں کی یافت بھی کھاد کے کم استعمال اور یوریا اور ڈی اے پی دونوں کی بڑھتی ہوئی قیمتوں سے متاثر ہوئی ہے۔

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے میں 1.7 فیصد کمی ہوئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس میں 9.9 فیصد کا صحت مند اضافہ ہوا تھا۔ یہ امر قابل غور ہے کہ تعمیرات سے منسلک اور پائیدار صارفی اشیا سازی کے شعبے۔ جو گذشتہ برس نمو بڑھانے میں کارفرما رہے تھے۔ میں سال بسال بنیاد پر تخفیف ہوئی۔ مجموعی طور پر رسد اور طلب کے مابین ربط کی حرکیات نے اس شعبے میں نمو کی رفتار پر منفی اثرات مرتب کیے۔ رسد کو توانائی اور خام مال کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے متاثر کیا جبکہ طلب میں سست رفتاری کا سبب سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے اخراجات میں کمی اور نان فائلرز کے لیے گاڑیوں کی خریداری پر پابندی کا نفاذ تھا۔

اجناس پیدا کرنے والے شعبے کی توقع سے کم کارکردگی اور اس کے ساتھ ساتھ درآمدی حجم میں سست روی کے اثرات شعبہ خدمات پر پڑنے کے امکانات ہیں۔ بالخصوص، مایوس کن صنعتی کارکردگی اور درآمدات کے باعث تھوک اور خردہ تجارت میں بھی سست روی آسکتی ہے۔ اسی طرح ٹرانسپورٹ سرگرمیاں بھی قدرے سست ہو سکتی ہیں جیسا کہ کمرشل گاڑیوں اور پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں کمی سے ظاہر ہوتا ہے۔

مہنگائی اور زری پالیسی

مہنگائی کا بنیادی دباؤ مضبوط اور جڑواں خساروں کے بلند سطح پر رہنے سے زری پالیسی میں ردوبدل کا رجحان جاری رہا۔ سہ ماہی میں زری پالیسی کمیٹیوں کے دونوں اجلاسوں کے دوران پالیسی ریٹ میں 100 بیسیس پوائنٹس کا اضافہ کیا گیا۔

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اوسط مہنگائی 5.6 فیصد بڑھی، جو مالی سال 15 کی پہلی سہ ماہی کے بعد بلند ترین اضافہ ہے۔ اگرچہ مہنگائی کا مضمر دباؤ مضبوط رہا مگر ایندھن کی بلند قیمتوں کے دورانی اثرات اور شرح مبادلہ کی تخفیف نے صارف اشاریہ قیمت کے غیر غذائی غیر توانائی جز کو مزید بڑھایا۔ سہ ماہی کے دوران غذائی مہنگائی قدرے مستحکم رہی لیکن مہنگائی کے مجموعی اضافے میں بھی اس کا حصہ رہا کیونکہ اہم اجزاء جیسے گندم کا آٹا، ٹماٹر اور تازہ سبزیوں کی قیمتیں معمول پر رہیں جبکہ گزشتہ برس ان کی قیمتوں میں کمی آئی تھی۔

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں بھرپور توسیع دیکھی گئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی سہ ماہی میں خالص واپسی میں اضافہ ہوا تھا۔ بین البینک منڈی میں اچھے رسدی حالات کے باعث ایسا ہوا۔ خصوصاً اس سہ ماہی کے دوران بینکوں کی حکومتی تسکات میں خطیر سرمایہ کاری کی عرصیت مکمل ہونی تھی، اور شرح سود میں مزید اضافے کے امکان پر بینک اس رقم کے اجرائے ثانی کے خواہاں نہیں تھے۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی طور پر حکومت نے کمرشل بینکوں کو 1.4 ٹریلین روپے واپس کیے۔ یہاں تک کہ بازار زر کے سودوں میں انجذاب کو ملحوظ رکھنے کے بعد بھی خالص سیالیت کے حالات ایسے تھے کہ بینکوں نے شبیہ ریٹس پر کسی دباؤ کے بغیر سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں اور نجی شعبوں کی قرضوں کی طلب بآسانی پوری کر دی۔ درحقیقت سہ ماہی کے دوران شبیہ اور پالیسی ریٹ کے مابین 8 پی پی ایس کا منفی فرق قائم رہا۔

اس کے برخلاف قرض گیری کی لاگت میں اضافے کے ساتھ ساتھ اقتصادی سرگرمی میں مجموعی سست روی کی وجہ سے سہ ماہی کے دوران قرضے کی طلب نسبتاً پست رہی۔ دوران سہ ماہی بینکوں کو موصول ہونے والی قرضے کی درخواستوں میں تیزی سے کمی سے بھی یہ ظاہر تھا۔ ان حالات میں معتبر منصوبوں کے حصول میں بینکوں کی باہمی مسابقت شدید ہو گئی، جس نے خردہ قرض گاری کے ریٹس پر پالیسی ریٹ میں تبدیلیوں کے اثر کی مضبوط منتقلی کو روک دیا، اس لیے سہ ماہی کے دوران مؤخر الذکر میں 75 پی پی ایس کا اضافہ ہو گیا۔

مالکاری زمروں کے لحاظ سے، جاری سرمائے کے قرضوں میں سرگرمی زیادہ نمایاں تھی کیونکہ بڑھتی ہوئی اجناسی قیمتوں اور خام مال کی لاگتوں سے کارپوریٹ شعبے کی ضروریات میں اضافہ ہوا جس کا مضبوط ترین اثر پیٹرولیم ریفائنریوں اور تھرمل بجلی کے پیدا کنندگان کی جانب سے لیے گئے قرضوں میں دیکھا گیا۔ اس کے برعکس معین سرمایہ کاری کے زمرے میں قرضوں کا سست تر استعمال نظر آیا۔ سی

پیک کے تحت کئی جلد مکمل ہو جانے والے منصوبوں کی تکمیل کی بنا پر رفتار میں کچھ کمی متوقع تھی۔ تاہم، منقولی شواہد بھی بتاتے ہیں کہ کارپوریٹ سیکٹر نے شرح مبادلہ، ایندھن کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور شرح سود کی راہ کے ساتھ اپنی کاروباری حکمت عملی کو ہم آہنگ کرنے سے پہلے سرمایہ کاری اور تجارت کے لحاظ سے پالیسی میں متوقع تبدیلی کا انتظار کیا۔ اسی طرح، صارفی مالکاری میں بھی سست روی آئی، کیونکہ میزانیہ اقدامات، جیسے نئی گاڑیوں کی خریداری کے لیے نان فائلرز پر پابندی کے نفاذ اور پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے سبب کاروں کی قیمتوں میں اضافے سے گاڑیوں کے قرضوں کی طلب میں کمی آگئی۔

گزشتہ برس کے برخلاف، نجی اور سرکاری دونوں شعبوں میں قرض گیری نے بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں (این ڈی اے) کو بڑھانے میں حصہ لیا۔ تاہم بڑھتے ہوئے این ڈی اے کا زرو سبب۔ جس میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 26.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔ پراثر کمزور رہا جس کا سبب ملک کی مجموعی بیرونی صورت حال میں بگاڑ کے ساتھ بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں خالص کمی تھی۔

مالیاتی خسارہ اور قرضہ

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مالیاتی خسارہ بڑھ کر 541.7 ارب روپے ہو گیا جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 440.8 ارب روپے تھا۔ اس اضافے کی وجہ جاری اخراجات (خصوصاً قرضے کی واپسی اور دفاع) میں تیز اضافہ تھا جس نے محاصل کی وصولیوں کے معمولی فوائد کو زائل کر دیا۔

دوران سہ ماہی مجموعی محاصل میں 7.5 فیصد نمو ہوئی؛ تاہم یہ رفتار مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 18.9 فیصد کے اضافے سے پست تھی۔ محاصل کی نمو میں سست روی کی وجوہات یہ تھیں: (i) جولائی 2018ء میں پیٹرولیم مصنوعات پر جی ایس ٹی کی شرح میں تیزی سے کمی؛ (ii) 2018-19ء کے بجٹ میں حکومت کی جانب سے اعلان کردہ انکم ٹیکس ترغیبات کا اثر؛ (iii) سرکاری شعبے میں ترقیاتی اخراجات (پی ایس ڈی پی) سے متعلق معاہدوں کے لیے ود ہولڈنگ ٹیکس کی پست وصولی؛ اور (iv) معیشت میں مجموعی سست روی، بالخصوص تعمیرات سے منسلک شعبوں میں جو سیمنٹ اور فولاد کی فروخت میں پست وصولیوں پر منتج ہوئی۔ دوسری جانب، نان ٹیکس محاصل میں نمایاں طور پر 11.6 فیصد کمی ہوئی۔

جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے، ترقیاتی اخراجات میں تیزی سے کمی آئی جس کے نتیجے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں مجموعی نمو سست ہو کر 11.0 فیصد ہو گئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران یہ 13.5 فیصد تھی۔ بلند سودی ادائیگیوں اور دفاع سے متعلق

اخراجات کے باعث جاری اخراجات میں 18.1 فیصد اضافے سے اس بہتری کا اثر زائل ہو گیا۔ صوبائی جاری اخراجات میں بھی 21.9 فیصد اضافہ ہوا، کیونکہ عمومی سرکاری خدمات، نظم عامہ اور تعلیمی معاملات پر اخراجات میں اضافہ ہو گیا۔

نتیجتاً بلند مالیاتی خسارے کی مالکاری ملکی اور بیرونی دونوں ذرائع سے حکومتی قرضوں میں اضافے کے ذریعے کی گئی۔ جہاں تک ملکی ذرائع کا تعلق ہے تو حکومت نے اپنے کمرشل بینکوں کے قرضے واپس کرنے کے لیے بیشتر قرضے اسٹیٹ بینک سے لیے، جبکہ غیر بینک ذرائع (بازار زر کی رقوم، پینشن فنڈز اور کارپوریٹس) پر انحصار بھی گزشتہ برس کی مقابلے میں بلند رہا۔ سرکاری بیرونی قرضے میں اہم حصہ بلند دو طرفہ قرضوں کا تھا۔ مجموعی طور پر پاکستان کا مجموعی سرکاری قرضہ ستمبر 2018ء کے اختتام پر 25.8 ٹریلین روپے ہو گیا جبکہ اختتام جون 2018ء پر یہ 25.0 ٹریلین روپے تھا۔

بیرونی شعبہ

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی لگاتار آٹھویں سہ ماہی تھی جس میں ملک کی برآمدات میں اضافہ درج کیا گیا۔ کارکنان کی ترسیلات زر میں اضافے کے ساتھ اس پیش رفت کی وجہ سے جاری کھاتے کے خسارے میں معمولی سی کمی آئی۔ تاہم، خسارے کی سطح پریشان کن رہی کیونکہ تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے نتیجے میں درآمدی بل نے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی سے اب تک پہلی بار 4.0 ارب ڈالر کا نشان عبور کر لیا۔ بیرونی سرمایہ کاریوں میں سال بسال کمی اور نجی شعبے کے بیرونی قرض کے پست رہنے سے رقوم کی آمد ناکافی ثابت ہوئی۔ نتیجتاً، دوران سہ ماہی زرمبادلہ کے ذخائر میں 1.4 ارب ڈالر کمی اور پاکستانی روپے کی قدر میں 2.2 فیصد کمی کی بنا پر ادائیگیوں کے توازن پر دباؤ بڑھتا رہا۔

برآمدات میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نمو کی شرح دوہند سی سے گھٹ کر 3.8 فیصد ہو گئی۔ اس کی بڑی وجہ ٹیکسٹائل برآمدات کا تیزی سے گھٹنا تھا کیونکہ بیشتر مصنوعات کی اکائی قیمتوں میں کمی نے بلند مقدار میں برآمدات کے اثر کو زائل کر دیا۔ تاہم، خاص طور پر گندم اور چینی کی وجہ سے غذائی برآمدات میں 29.2 فیصد اضافہ ہوا۔

دوسری جانب، دوران سہ ماہی درآمدی بل میں نمو جامد رہی، کیونکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں غیر توانائی درآمدات میں 18.7 فیصد کمی آئی۔ گزشتہ چار سہ ماہیوں میں پہلی بار ایسی کمی آئی۔ اس کی بنیادی وجہ مشینری کی درآمدات میں کمی تھی کیونکہ سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات سست ہو گئے تھے اور سی پیک کے جلد مکمل ہو جانے والے منصوبے بھی تکمیل کے قریب تھے۔ تاہم، توانائی کی درآمدات نے اس کمی کے اثر کو مکمل طور پر زائل کر دیا کیونکہ تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافہ درآمدی ادائیگیوں میں 20.9 فیصد اضافے کا

پہلی سہ ماہی رپورٹ مالی سال 19ء

سبب بنا۔ اس کے نتیجے میں تجارتی خسارے میں سال بسال بنیادوں پر 7.3 فیصد اضافہ ہوا تاہم یہ توسیع مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں ہونے والی 38.6 فیصد توسیع کے مقابلے میں خاصی کم ہے۔

خلیج تعاون کونسل اور نان جی سی سی دونوں مقامات سے رقوم کی آمد کے باعث کارکنان کی ترسیلات زر میں 13.2 فیصد کی بھرپور نمو دیکھی گئی۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں امریکہ اور برطانیہ میں معاشی حالات میں بہتری کے علاوہ رقوم کی موسمی آمد سے بھی ترسیلات زر کو تقویت ملی۔

جہاں تک مالکاری کا تعلق ہے، جاری کھاتے کے خسارے کو روکنے میں ایک اہم دشواری سی پیک کے تحت جلد مکمل ہو جانے والے کئی منصوبوں کی عنقریب تکمیل تھی جس کے نتیجے میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں 42.6 فیصد کی سال بسال کی اور نجی شعبے، خاص طور پر بجلی کے شعبے میں فرموں کی جانب سے قرض گیری میں جزوی کمی آگئی۔ چین سے آنے والی سی پیک سے متعلق رقوم کے علاوہ، بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں کوئی اور سرگرمی نہیں ہوئی۔ جزدانی سرمایہ کاری کے لحاظ سے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں رقوم کے انخلا میں تیزی آئی، کیونکہ مقامی بازار حصص میں بیرونی فروخت گذشتہ برس کے مقابلے میں دوگنا تھی۔ یہ کارکردگی دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں کے رجحانات سے خاصی ہم آہنگ تھی، جو امریکی فیڈرل ریزرو کی جانب سے زری سختی اور اس کے نتیجے میں عالمی فنڈ منیجرز کی طرف سے جزدان کی تنظیم نو کی وجہ سے فروخت میں دباؤ کا سامنا کر رہی ہیں۔ ان حالات میں ادائیگیوں کے توازن کی مالکاری کا بھاری بوجھ سرکاری ذرائع پر پڑا۔ اس میں بھی عالمی مالی اداروں کی متوقع رقوم حاصل نہ ہو سکیں چنانچہ ملک کو ادائیگیوں کا فرق پورا کرنے کے لیے حکومت سے حکومت کی سطح پر فنڈنگ کے انتظامات کے ساتھ ساتھ زر مبادلہ کے ذخائر کو بھی استعمال میں لانا پڑا۔

1.3 معاشی منظر نامہ

امکان ہے کہ باقی ماندہ سال کے دوران کلی معاشی استحکام کے حصول میں پالیسی ماحول مرکزی کردار ادا کرے گا۔ مہنگائی کے دباؤ اور بڑھتی ہوئی مہنگائی کی توقعات کو قابو میں رکھنے کے لیے اسٹیٹ بینک پہلے ہی نومبر 2018ء میں پالیسی ریٹ میں مزید 150 بی پی ایس اضافہ کر چکا ہے۔ اسٹیٹ بینک کی پورے سال کے لیے مہنگائی کی توقعات کی پیش گوئی 6.5 تا 7.5 فیصد ہے (جدول 1.2)، جس میں گیس

پاکستانی معیشت کی کیفیت

جدول 1.2: کلیدی معاشی اہداف اور تحفے			
م 19ء	م 18ء	ہدف ¹	ایٹھٹھک کے تحفے
فیصد نمو			
4.0 – 4.5	5.8	6.2	حقیقی جی ڈی پی
6.5 – 7.5	3.9	6.0	صارف اشاریہ قیمت (اوسط)
(ارب امریکی ڈالر)			
20.5 – 21.5	19.6	21.2	ترسیلات زر
27.0 – 28.0	24.8	27.9	برآمدات (ایف او بی)
56.0 – 57.0	55.8	58.5	درآمدات (ایف او بی)
جی ڈی پی کا فیصدی			
5.5 – 6.5	6.6	4.9	مالیاتی خسارہ
4.5 – 5.5	6.1	4.0	جاری کھاتے کا سرمایہ

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارت خزانہ اور منصوبہ بندی کمیشن

کے نرخوں میں اضافے اور شرح مبادلہ کی کمی کے دوسرے مرحلے کا اثر شامل ہے۔ اسی طرح، نئی حکومت کے قیام کے بعد مالیاتی پالیسی کی تشکیل اس طرح کی گئی کہ وہ استحکام کے ہدف سے ہم آہنگ ہو۔ بالخصوص حکومت نے مالی سال 19ء کے لیے میزانیہ ترقیاتی اخراجات میں کمی کی ہے اور اس سے پہلے اعلان کردہ ٹیکسوں میں سہولت کے اقدامات کو جزو واپس لے لیا۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ان اقدامات نے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں محاصل کی پست وصولی میں کردار ادا کیا۔

چنانچہ، پالیسی کا جھکاؤ کلی معاشی استحکام کی جانب ہونے سے حقیقی جی ڈی پی نمو کے 6.2 فیصد کا ہدف ناقابل حصول لگتا ہے۔ خریف کی فصلوں کی کارکردگی پہلے ہی پست ہے اور ملک بھر میں پانی کی مسلسل قلت کی وجہ سے باقی ماندہ سال میں فصلوں کے شعبے میں مجموعی طور پر نمو کا امکان نہیں ہے۔ چنانچہ، جی ڈی پی کی نمو میں زرعی شعبے کے مجموعی حصے کا انحصار گلہ بانی کے ذیلی شعبے کی کارکردگی پر ہوگا۔ اسی طرح، بڑے پیمانے کی انشیا سازی کے ضمن میں تعمیرات سے منسلک صنعتوں کی کارکردگی پست رہے گی کیونکہ حکومت کی جانب سے ترقیاتی اخراجات کو محدود رکھے جانے کا امکان ہے۔ صارفی صنعتوں کو بھی پست طلب کا سامنا ہوگا، کیونکہ قوت خرید کو بڑھتی ہوئی مہنگائی، شرح سود میں اضافے اور کرنسی میں مضر تبدیلیوں سے ضرب پہنچی ہے۔

بیرونی شعبے میں سب سے اہم پیش رفت خام تیل کے عالمی بازار میں مندی ہے جو اکتوبر کے اوائل میں شروع ہوئی تھی اور مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں جاری رہی۔ اس مدت کے دوران تیل کی قیمتیں ایک چوتھائی کم ہو کر 54 ڈالر فی بیرل کی ایک سال کی پست ترین سطح پر آگئیں۔ اس سے سال کی کم از کم دوسری سہ ماہی تک پاکستان کے تیل کے درآمدی بل پر دباؤ کم رہے گا۔

غیر توانائی درآمدات کے معاملے میں کمزور ملکی معاشی سرگرمیوں، شرح مبادلہ میں کمی اور درآمدی ڈیوٹیوں میں اضافے کے باعث موجودہ سست رفتاری کا تسلسل آگے چل کر بھی برقرار رہ سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شرح مبادلہ میں کمی اور ترقی یافتہ معیشتوں میں صارفی اخراجات میں اضافے سے برآمدات کو فائدہ ہو سکتا ہے لیکن لاگت کے بڑھتے دباؤ کی وجہ سے ان کی رفتار ممکنہ طور پر کم ہو سکتی

ہے۔ تاہم اب بھی مجموعی زرِ مبادلہ آمدنیوں کے تخمینے بلند سطح پر ہیں کیونکہ کارکنان کی ترسیلات زر میں پائیدار نمو کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ نتیجتاً جاری کھاتے کا مجموعی خسارہ کم ہو کر جی ڈی پی کے 4.5 تا 5.5 فیصد پر آسکتا ہے جو مالی سال 18ء میں 6.1 فیصد تھا۔

مستقبل میں جاری کھاتے کی ماکاری میں بہتری آسکتی ہے کیونکہ مالی سال 19ء کی دوسری ششماہی کے دوران نجی اور سرکاری دونوں ذرائع سے بلند غیر ملکی رقوم موصول ہونے کی توقع ہے۔ خاص طور پر، جنوری 2019ء سے حالیہ دو طرفہ انتظامات، بشمول تیل کی مؤخر ادائیگیوں کی سہولت کے دستیاب ہونے کا امکان ہے۔ صرف یہی نہیں کہ اس سے ملک کے زرِ مبادلہ کے ذخائر کو سہارا ملے گا بلکہ ملکی بازارِ مبادلہ پر دباؤ بھی کم ہو گا۔ چنانچہ، پالیسیوں اور مناسب توازنِ ادائیگی کے درست امتزاج سے توقع ہے کہ وسط مدت میں ملک مستحکم کلی معاشی ماحول کی جانب لوٹ جائے گا۔